



ماہنامہ

الفلاح

AL-FALAH

November 2020

ALFALAH YOUTH FORUM 0307-0559827

نومبر ۲۰۲۰



صلی اللہ علیہ
رسول اللہ ﷺ ملکہ دلرم نے فرمایا:

مسلمان ہے ہے کہ جس کی زبان اور
ہاتھ سے دوسرے مسلمان حفظ رہیں۔

(ص ۲۴۴۵۷)

فہرست

03	ہم کون ہیں
05	میں یہاں سے گزر رہتا تھا
10	تسلیم رضا
11	شیخ عاطف احمد

مدیر: محمد علی

رسالہ فی سبیل اللہ حاصل کرنے
لیے درج ذیل نمبر پر میج کریں۔

0307-0559827

join us on

Facebook:

[www.facebook.com/
Alfalayahyouthforum](https://www.facebook.com/Alfalayahyouthforum)

join us on

YouTube:

Alfalalah Youth Forum

join us on

Whatsapp:

[Name Join Al Falah] SMS to
0302-7396939

(for example)

[Usman Join Al Falah] SMS to 0302-7396939

ہم کون ہیں

گزشته روز شام کے وقت اسلام آباد فاطمہ جناح پارک میں واک کر رہا تھا تو اچانک ایکسیکیو زمی کے الفاظ سے ایک لڑکی نے مخاطب کیا پچھے مڑ کے دیکھا تو ایک پنٹ شرت میں ملبوس ایک لڑکی کھڑی تھی مغربی طرز کی ڈریسنگ سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ کسی بیرونِ ملک سے ہے اس نے ہیلو کہا اور انگلش زبان میں اپنا تعارف کرتے ہوئے کہنے لگی "میرا نام حلینہ ہے نیویارک سے ایک ریسرچ کے لیے پاکستان آئی ہوں آپ سے کچھ سوالات پوچھنے ہیں کیا کچھ وقت دے سکتے ہیں"

ابھی وہ بتیں ہی کر رہی تھی کہ پاس سے تین نوجوان گزرے ان میں سے دو نوجوان تیسرے کا مذاق اڑا رہے تھے اور تیسرا نوجوان غصے کی حالت میں گالیاں دے رہا تھا یہ نوجوان پارک میں موجود لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے، تیسرا نوجوان گالیاں دیتے ہوئے پارک سے باہر نکل گیا اور دو نوجوان اسی طرح تھقہے لگاتے ہوئے پارک میں واک کرنے لگے، میں واک کر کے کافی تھک چکا تھا، اسلیے نجپ پہ بیٹھ گیا اور حلینہ کو سوال کرنے کا کہا، حلینہ نے ان نوجوانوں کی طرف اشارے کرتے ہوئے کہا کہ میرا سوال اس رویے کے متعلق ہے مسلمانوں کی اکثریت ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے اور ایک دوسرے کو افیت دیتے نظر آتی ہے، میں اپنی صفائی میں (جیسے ہم عموماً اپنی غلطی نہ مانتے ہوئے پیش کرتے ہیں) کچھ کہنے لگا تو اس نے کہا پلیز میری بات مکمل ہونے دیں ورنہ آپ کو سوال سمجھ نہیں آئے گا۔

میں نے خود کو کنٹرول کیا کیونکہ اگر کوئی کافر مسلمانوں کے کردار پر انگلی اٹھائے تو ہمارا خون کھولنے لگتا ہے ہم آٹ آف کنٹرول ہو جاتے ہیں، حلینہ میرے جذبات سمجھ رہی تھی اس نے بات آگئے بڑھاتے ہوئے کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ ایسا رویہ آپ کی کتاب (قرآن) میں نہیں لکھا، وہاں تو اس انداز سے سختی سے منع کیا گیا ہے،

{ اے ایمان والو ! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں ، اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں - اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو ، اور نہ ایک دوسرے کو برقے القاب سے پکارو - ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگانا بہت بری بات ہے - اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں ، تو وہ ظالم لوگ ہیں -- سورۃ الحجرات آیت نمبر 11 }

جس سے پتہ چلتا ہے یہ رویہ اسلام کا رویہ نہیں، حلینہ طنزیہ نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنی لگی میرا سوال یہ ہے کہ " یہ لوگ جو اپنا مذہب اسلام بتاتے ہیں لیکن اسلام کی بات نہیں مانتے ان کا مذہب کیا ہے "

میں لا جواب ہو چکا تھا نظرے چرانے اور جان چھڑانے کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ کیونکہ میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

میں یہاں سے گزر رہا تھا

میرے ایک تیس سال پرانے دوست ہیں، پڑھے لکھے اور دانش ور ہیں، ملک سے باہر رہتے ہیں، الہذا ملاقاتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، فون پر بھی بہت کم بات ہوتی ہے، دودن پہلے ان کا آڈیو پیغام آیا کہ میرا بھائی ملتان سے اپنے کسی دوست کو آم بھوارہا ہے، میں نے سوچا میں اسے کہہ دوں وہ تمہیں بھی بھجوادے، کیا تم بس کے اڈے سے لے لو گے اور یہ بھی بتاؤ، کیا تم آم کھاتے بھی ہو یا پھر نہیں۔

میں پیغام سن کر نہس پڑا اور مجھے وہ لطیفہ یاد آ گیا جس میں میزبان نے مہمان سے کہا تھا، آپ کھانا نوش فرمائیے، ہم نے ویسے بھی ڈسٹ بین میں ہی پھینکنا تھا، میں نے ان کو جوابی پیغام بھجوایا۔

جناب! آپ کا بہت شکریہ، آپ نے مجھے اس قابل سمجھا، میں آمنہیں کھاتا، الہذا آپ ہرگز تکلیف نہ کریں، دوسرا اسلام آباد سے ہر چیز مل جاتی ہے تا ہم میں آپ کو صرف سمجھانے کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تخفہ ایک نفیس چیز ہوتی ہے، اس کے بھی آداب ہوتے ہیں، آپ جب کسی کو کہتے ہیں میرا بھائی کسی کو بھوارہا تھا تو میں نے سوچا میں آپ کو بھی بھجوادوں یا آپ فلاں جگہ جا کر اپنا تخفہ وصول کر لیں گے یا آپ یہ کھاتے بھی ہیں یا نہیں تو یہ دوسرے کی بے عزتی ہوتی ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے آپ دوسرے کو کم تر سمجھ رہے ہیں، تخفہ عزت افزائی ہوتے ہیں، ان میں دوسروں کی عزت نفس کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ میرے دوست مائینڈ کر گئے، ان کا خیال تھا میں ان کے خلوص، ان کی محبت کو نہیں سمجھ سکا، چنانچہ انہوں نے میرے ساتھ قطع تعلق کا اعلان کر دیا۔

میں اس کے بعد دیر تک افسوس کرتا رہا، میرا خیال تھا مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا، چپ چاپ سہہ جانا چاہیے تھا لیکن پھر سوچا اگر سب لوگ ایسی غلطیوں پر خاموش رہیں گے، تعلقات بچانے کی فکر کرتے رہیں گے تو پھر ہم اپنی اصلاح کیسے کریں گے؟ آپ اس مثال ہی کو لے لیجیے، میرے دوست یہ بھی کہہ سکتے تھے، آپ اپنا ایڈریس دے دیجیے، میں آپ کو آم بھجوانا چاہتا ہوں۔

یہ ایک باعزت طریقہ ہوتا، تین جو تے مارنے کی کیا ضرورت تھی لیکن سوال یہ ہے کیا یہ غلطی صرف میرے اس دوست نے کی؟ جی نہیں! ہم میں سے زیادہ تر لوگ عموماً ایسی باتیں کر دیتے ہیں۔ میں خود بھی ایسی غلطیاں کرتا تھا اور میرے سینٹر میری اصلاح کرتے تھے، مثلاً میں 1996ء میں لا لہ موسیٰ سے اسلام آباد آ رہا تھا۔ میں نے نئی نئی مہران گاڑی خریدی تھی اور خود کوٹاٹا اور برلا سمجھتا تھا، چودھری فضل حسین میرے استاد تھے، یہ میں دارکانج گجرات کے پرنسپل رہے تھے، ان کے شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور میں نے زندگی میں ان سے زیادہ نفیس اور شاندار شخص نہیں دیکھا، وہ سرتاپا حس مزاح بھی تھے۔ ان کی ہربات پھل جھڑی ہوتی تھی، وہ کانج میں روز صحیح اسیبلی کے وقت چھوٹی سی تقریر کرتے تھے، پورا کانج اور گرد و نواح کے لوگ ان کی تقریر سننے صحیح آٹھ بجے کانج پہنچ جاتے تھے اور پیٹ پکڑ کر لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے، چودھری صاحب جہلم میں رہتے تھے، وہ کسی فنکشن کے لیے لا لہ موسیٰ آئے ہوئے تھے۔

میں نے انہیں راستے میں ڈر اپ کرنے کی پیش کش کر دی، چودھری صاحب خوش دلی سے میرے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے، وہ گاڑی میں سوار ہونے لگے تو میں نے شوخی میں آ کر پنج حرکت کر دی، میں نے ہنس کر کہا سارا آپ کہاں بس پرخوار ہوں گے، میں جہلم سے گزر کر جا رہا ہوں، میں آپ کو راستے میں چھوڑ دوں گا۔

چودھری صاحب نفس اور شان دار انسان تھے، وہ مسکرا کر بولے، بیٹا میں پوری زندگی بسوں پر خوار ہوا ہوں، میں آج بھی خوار ہو سکتا ہوں لیکن میں نے سوچا، میں ایک گھنٹہ آپ جیسے پڑھے لکھنے والوں کی کمپنی سے لطف لے لیتا ہوں۔ میری کمرتک پسینے میں تر ہو گئی، مجھے آج بھی جب یہ واقعہ یاد آتا ہے تو میں شرمندہ ہو جاتا ہوں۔

لیکن وہ دن ہے اور آج کا دن میں نے زندگی میں جب بھی کسی کو لفت دی یا کسی کے لیے گاڑی بھجوائی تو ہمیشہ عاجزی سے عرض کیا، سر آپ اگر میرے ساتھ جائیں گے تو یہ میری عزت افزائی ہو گی، مجھے آپ سے سیکھنے کا موقع ملے گایا پھر سر میرا ڈرائیور وہ جگہ اچھی طرح جانتا ہے، یہ آپ کو آسانی سے لے جائے گایا لے آئے گا، اس سے آپ کا بہت سا وقت بچ جائے گا۔

ہم میں سے اکثر لوگ یہ غلطی بھی کرتے ہیں، یہ کسی کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں، میں ادھر سے گزر رہا تھا میں نے سوچا آپ سے بھی مل لوں۔ آپ ذرا فقرے کے اندر جھانک کر دیکھیے یعنی یہ بڑے آدمی ہیں، انہوں نے یہاں سے گزر کر اور آپ کے دفتر یا گھر تشریف لا کر بہت احسان فرمایا اور دوسرا یہ آپ کو اتنا فارغ اور فضول سمجھ رہے ہیں کہ یہ آپ کے پاس جب چاہیں آجائیں اور آپ پر فرض ہے آپ دروازے اور بانہیں کھول کر کھڑے ہو جائیں۔

آپ کو شش کریں یہ غلطی نہ کریں، آپ اگر کسی سے ویسے ہی گزرتے گزرتے ملنا چاہتے ہیں تو بھی فون کریں اور یہ کہیں میں اگر ابھی آپ کے پاس آ جاؤں تو کیا آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے اور وہ اگر اجازت دیں تو آپ مل لیں ورنہ کسی دوسرے دن خصوصی طور پر ان سے ملنے کے لیے چلے جائیں، یوں ہی چلتے چلتے یا گزرتے گزرتے کسی سے ملنا زیادتی ہے۔

ہم میں سے بے شمار لوگ کسی کو کپڑے یا جوتے دیتے ہوئے بھی فرمادیتے ہیں میں نے یہ سوٹ، یہ شرٹ یا پتلون خریدی تھی لیکن یہ تنگ یا ڈھیلی نکلی، میں نے سوچا یہ میں آپ کو دے دوں

یانیا جوتا نکالیں گے اور کہیں گے یہ میں نے لندن سے خریدا تھا، یہ مجھے تنگ ہے، یہ آپ لے لیں، یہ بھی دوسرے شخص کی سیدھی سادھی بے عزتی ہے۔

آپ اس کے بجائے وہ کپڑے یا جوتے پیک کرو اکراپنے کسی ورکر یا کسی ضرورت مندوں کو دے دیں، آپ کو ثواب بھی ملے گا اور دل کو تسلی بھی ہو گی اور آپ نے اگر واقعی غلط سائز کے جوتے یا کپڑے خرید لیے ہیں اور آپ نے یہ استعمال نہیں کیے اور یہ آپ اپنے کسی دوست ہی کو دینا چاہتے ہیں تو آپ اسے ری پیک کرائیں اور اپنے دوست یا عزیز رشتہ دار کو دے دیں۔ وہ خوش ہو جائے گا، یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے یہ مجھے تنگ یا ڈھیلا تھا لہذا تم لے لو، اس رویے سے آپ کی چیز بھی ضائع ہو جاتی ہے اور دوسرے کا دل بھی ٹوٹ جاتا ہے، میرے سامنے ایک بار میرے ایک جاننے والے نے اپنے ایک دوست کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا، اس نے اسے رسول اینڈ برائے کا نیا جوتا دیا اور کہا یہ میں نے لندن سے پانچ سو پاؤ نڈ کا خریدا تھا۔ یہ مجھے تنگ ہے، میں نے ایک دن بھی نہیں پہنا، تمہیں آ جائے گا، تم لے لو۔ یہ سن کر سامنے موجود شخص کا چہرہ سرخ ہو گیا، اس نے جوتا لیا، اپنا ڈرائیور بلا یا اور اسے جوتے دے کر بولا، بیٹا! یہ نوید صاحب آپ کے لیے لندن سے لائے ہیں، آپ انہیں پہن کر دکھاؤ، ڈرائیور خوش ہو گیا، اس نے اپنے میلے جوتے اتارے، نیا جوتا پہنا، چل پھر کرتسلی کی اور جھک کر نوید صاحب کو سلام پیش کیا۔ نوید صاحب کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جارہا تھا۔

ہم پنجابی قیمت پوچھنے کی علت کا شکار بھی ہیں، ہمیں اگر کسی کی شرط، کرسی، میز، گھر یا گاڑی پسند آ جائے گی تو ہم اس سے فوراً اس کی قیمت پوچھ لیں گے، ہم اس سے گھر یا فلیٹ کا رقبہ بھی پوچھیں گے مثلاً یہ کتنے مرلے میں ہے، بنانے میں کتنا طامنگا اور کتنا خرچ ہوا؟ اور یہ شرط کہاں سے لی اور کتنے میں لی، یہ بھی دوسرے کی بے عزتی ہوتی ہے۔

آپ کو اگر کسی کے کپڑے اچھے لگ رہے ہیں تو آپ کھل کر ان کی تعریف کریں، وہ اگر مناسب سمجھے گا تو آپ کو درزی یا برینڈ کا نام بتا دے گا، آپ وہ یاد رکھ لیں اور واپس جا کر درزی یا دکان دار سے تفصیل پوچھ لیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو آپ کھل کر تعریف کریں، گھر جائیں، وہاں سے فون کریں اور اس سے برینڈ یا درزی کے بارے میں پوچھ لیں لیکن قیمت اس وقت بھی نہ پوچھیں، کیوں؟ کیوں کہ قیمت پوچھنے کا مطلب ہوتا ہے آپ چیزوں کو جمالیاتی حس کی بجائے بیوپاری یا قصائی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کی نظر میں چیز کی نہیں، قیمت کی ولیو ہے اور یہ حرکت ناشائستہ بھی ہے اور چیپ بھی۔ میں ایک بار روم میں کسی کا مہمان تھا، میرا میز بان شان دار کلپنڈ انسان تھا، میں اس کی شرط کا عاشق ہو گیا۔ میں نے جی بھر کر اس کی تعریف کی، وہ خوش ہو گیا، کھانے کے دوران اس نے میری فضول سی شرط کی تعریف کی اور باقتوں ہی باقتوں میں پوچھا، مجھے اس کا کالر 40 لگ رہا ہے، میں نے فوراً جواب دیا نہیں، یہ 41 ہے اور یہ قطعاً اچھی نہیں، اس نے کہا، مجھے تو یہ بہت اچھی لگ رہی ہے، ہم نے کھانا کھایا، میں ہوٹل واپس آ گیا۔

اگلی شام میرے میز بان کا ڈرائیور آیا اور مجھے اس کی طرف سے ایک گفت پیک دے گیا، میں نے کھوا لتو وہ اسی طرح کی شرط تھی جیسی اس نے رات پہن رکھی تھی، میں خوش ہو گیا، میں نے اگلے دن اس کو دو برینڈ ٹائیاں بھجوادیں، وہ بھی خوش ہو گیا جب کہ میں زمانہ جاہلیت میں کیا کیا کرتا تھا؟ میں فوراً چیز کی قیمت اور دکان پوچھ لیتا تھا اور دوسرے بے چارے کا منہ بن جاتا تھا۔

یہ یاد رکھیں تھفہ سنت ہے، یہ ایک مقدس اور نفیس چیز ہوتا ہے لہذا ہمیں چاہیے ہم جب کسی کو تھفہ دیں تو سنت سمجھ کر، عبادت سمجھ کر دیں، عزت اور احترام کے ساتھ دیں، اسے خیرات نہ بنا دیں، اس سے دوسروں کے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔

تسلیم رضا

کما یا کھایا بچے پیدا کیے ان کی پرورش کی اور مر گئے،
یہ زندگی نہیں ہے،
زندگی ان کی ہے جو مرنے کے بعد دنیا میں بھی یاد رکھے جاتے
ہیں اور آخرت میں بخش دیے جاتے ہیں۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ کیسے پتا چلے کہ اللہ ہم پر مہربان ہے؟
جب مومن کو کچھ بانٹنے کی توفیق مل جائے، خواہ وہ خوشیاں
بانٹے، دولت بانٹے، نیکی بانٹے، اچھی سوچ بانٹے یا آسانی اسے
سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ اس پر مہربان ہے۔

شیخ عاطف احمد

آسان تو تھا مگر جواز نہ تھا
میداں چھوڑ دیں یہ رواج نہ تھا
طوفان کے ظلم و شور کم نہ تھے
سمندر کسی طوفان کا محتاج نہ تھا
تفقید، ترکیب، تزلیل، تحیر سب تھیں
ہماری سرکشی کا بس یہ علاج نہ تھا
خوب تو تھے، مگر تہائی بھی تھی
اس کل کا بس ایک آج نہ تھا
دل پر دستک شک بھی تھی اضطراب کی
یقین سے اس کا بس امتراج نہ تھا
ایماں کب نہ بکے سفر آشنا میں
خودی بک جائے یہ معراج نہ تھا
تاریک دن بھی تھے رات کا کیا کہنا
ہوائیں بجھا دیں جسے میں وہ سرانج نہ تھا
درد و کرب نئے وطن میں مقدر تھے
درویشی میں بس شہرت کا راج نہ تھا
ماضی بھی ترپتا تھا من میں کبھی
اس خودی میں اس خودی کا بس تاج نہ تھا
مرنے کا غم نہ تھا ان کی بے وفا یوں سے
کم ظرفوں کو بس ہمارے بھرم کا لاج نہ تھا
جرم بن گیا سر اٹھا کے جینا ہمارا
خوابوں کی تیکل کا یہ سماج نہ تھا
ڈوبا کون نہیں ہے تلاش میں عاطف
نہ ابھریں ڈوب کے بس یہ مزاج نہ تھا

الفلاح یو تھر فورم

قیام کے مقاصد

- ★ مقدس اوراق کے لیے محفوظ جگہ فراہم کرنا
- ★ فقہی مسائل سے آگاہی
- ★ نوجوان نسل میں تعمیری اور فلاحتی کاموں کے لیے شعور کی بیداری
- ★ نوجوانوں کو صلاحیتوں کے اظہار کے موقع کی فراہمی
- ★ معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا تحفظ
- ★ نوجوان نسل میں اتحاد اور ہم آہنگی کا فروغ
- ★ طلباء کے لیے اکیڈمیز کا قیام
- ★ کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد
- ★ عطیہ خون

ہم نے صرف سوچنے کا انداز بدلتا ہے، زندگیاں خود ہی بدل جائیں گی۔